© rasailojaraid.com

تحقیق وتنقید

پروفیسر محمد دین قاسمی
گورنمنٹ ڈگری کالج سمن آباد فیصل آباد

مسئلۂ قربانی
(قرآنِ کریم کی روشنی میں)

دورِ نزولِ قرآن سے لے کر اب تک عید الاضحیٰ پر جانوروں کی قربانی، اُمتِ مسلمہ میں ایک مجمع علیہ اور متفق علیہ عبادت کی حیثیت سے تواتر کے ساتھ قائم رہی ہے۔ معتزلہ، جو ابتدائی زمانہ میں حدیث اور سنتِ نبوی سے گریزاں رہے ہیں، بھی قربانی کا انکار نہ کر پائے۔ لیکن ہمارے زمانے میں غلام احمد پرویز نے عید الاضحیٰ کے مواقع پر کی جانے والی قربانی کی شدید مخالفت کی اور اسے خلافِ قرآن عمل قرار دیا ہے، البتہ حج کے موقعہ پر وہ قربانی کے قائل تھے —— اپنی تفسیر مطالب الفرقان میں وہ لکھتے ہیں کہ:

"عید الاضحیٰ کی تقریب پر جس طرح قربانیاں دی جاتی ہیں۔ ان کا دین سے کیا تعلق ہے؟ مروجہ مذہب میں ان قربانیوں کی سند میں کچھ روایات پیش کی جاتی ہیں۔ چونکہ میرے پیشِ نظر صرف قرآن مجید کی تشریح وتفسیر ہے اس لیے ان روایات کے متعلق بحث کرنا میرے مقصد سے خارج ہے۔ ویسے بھی روایات کے متعلق میرا مسلک یہ ہے کہ ان کے صحیح اور غلط ہونے کا معیار قرآن کریم ہے۔"

(تفسیر مطالب الفرقان ج ۳ ص ۲۴۷)

علماءِ اُمت، حج کے علاوہ، دیگر مقامات پر (عید الاضحیٰ) کی قربانیوں کا ثبوت درج ذیل آیت سے فراہم کرتے ہیں:

"قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ"

(الانعام: ۱۶۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"(اے پیغمبرؐ) آپ فرما دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے!"

پرویز صاحب، اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس آیت میں لفظ نسک کے معنیٰ قربانی کئے جاتے ہیں۔ لغت میں اس مادہ (ن۔س۔ک) کے معنیٰ پاک اور صاف کرنا ہیں۔ نَسَکَ الثَّوبَ اس نے کپڑے کو دھوکر پاک اور صاف کیا۔ اَرْضٌ نَاسِکَۃٌ سرسبز و شاداب زمین، جس پر حال ہی میں بارش ہوئی۔ ان بنیادی معانی کی رو سے، اس کا مفہوم کسی معاملے کو درست اور ٹھیک کر لینا ہوتا ہے نَسَکَ السبخۃ کے معنی ہیں۔ اس نے زمین شور کو درست کیا، اسے جھاڑ جھنکاڑ سے صاف کیا۔ نَسَکَ اِلٰی طَرِیْقَۃٍ جَمِیْلَۃٍ اس نے اچھا طریقہ اختیار کیا اور پھر اس پر مداومت کی۔ راستہ اختیار کر لینے کی جہت سے کلام عرب میں نُسُکٌ پھر اس مقام کو کہتے ہیں جس پر عام طور پر آمد و رفت جاری ہو۔ یہیں سے اس کے معنیٰ روش اور رسم کے ہو گئے اور امور و مراسم حج کو بھی مناسکِ حج کہتے ہیں۔" (تفسیر مطالب الفرقان ج ۳ ص ۳۴۸)

پرویز صاحب نے لغات کی ورق گردانی کرتے ہوئے اس بات کی پوری کوشش فرمائی ہے کہ "نسک" بمعنی "ذبیحہ"، "قربانی" اور "راہِ خدا میں بہائے جانے والے خون" کے معانی کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیں اور ان معانی کے علاوہ باقی دیگر معانی کو بیان کر کے یہ تاثر اُچھال دیا جائے کہ کتبِ لغت میں "نسک" بمعنی "قربانی" موجود ہی نہیں ہے۔ یہ ہے وہ مطلب جو یانہ ذہنیت، جسے اگر قربانی کے حق میں پہاڑ کے سے دلائل بھی مل جائیں، تو اس سے نظریں چرالی جائیں۔ لیکن اگر قربانی کے علاوہ دیگر معانی مل جائیں تو ان پر عبارت آرائی اور سخن سازی کرتے ہوئے یہ تاثر دیا جائے کہ ان کے علاوہ لغت میں کوئی اور مفہوم پایا ہی نہیں جاتا — اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

قرآنی تحقیق کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر کسی لفظ کے ایک سے زیادہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معانی ہوں تو ان میں اپنے مزعومہ مطلب کے خلاف معانی کو نظر انداز کر دیا جائے اور مقبولِ مطلب معانی کو بیان کر کے یہ تاثر ابھارا جائے کہ عربی لغات، ہمارے بیان کردہ معانی کے علاوہ دیگر معانی سے خالی ہیں۔ بلکہ قرآنی تحقیق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جملہ لغوی معانی کو دیکھتے ہوئے، جو مفہوم و مراد قرآن کے کسی مقام پر فٹ بیٹھتا ہے، اسے دلائل کے ساتھ دیگر مفاہیم پر ترجیح دی جائے۔ لیکن "منکرِ قرآن" صاحب نے "نسک" کی لغوی تحقیق کے دوران "نسک" بمعنی "قربانی و ذبیحہ" کا ذکر تک نہیں کیا۔ حالانکہ کوئی عربی لغت اس معنیٰ سے خالی نہیں ہے۔ چند لغات کے اقتباسات ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ "اَلنُّسُكُ وَالنَّسِيكَةُ: اَلذَّبِيحَةُ وَقِيلَ النُّسُكُ الدَّمُ وَالنَّسِيكَةُ الذَّبِيحَةُ. تَقُولُ: مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَعَلَيْهِ نُسُكٌ. أَيْ دَمٌ يُهْرِيقُهُ بِمَكَّةَ شَرَّفَهَا اللهُ تَعَالَى وَاسْمُ تِلْكَ الذَّبِيحَةِ النَّسِيكَةُ وَالْجَمْعُ نُسُكٌ وَنَسَائِكُ"

"اَلنُّسُكُ اور اَلنَّسِيكَةُ" ذبیحہ ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "نُسُكٌ" خون کو کہتے ہیں۔ مثلاً آپ کہتے ہیں کہ "جس نے یہ کام کیا اس پر "نسک" لازم ہے"۔ یعنی مکہ میں خون بہانا لازم ہے۔ اور اس ذبیحہ کا نام "نَسِيكَةٌ" ہے، اس کی جمع "نُسُک" بھی ہے اور "نسائک" بھی"۔ (لسان العرب ج ۱۰ ص ۴۹۸-۴۹۹)

آگے چل کر یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

"وَقَالَ أَبُو إِسْحَاقَ قُرِئَ "لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا وَ مَنْسِكًا"۔ قَالَ: وَالنُّسُكُ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ يَدُلُّ عَلَى مَعْنَى النَّحْرِ كَأَنَّهُ قَالَ جَعَلْنَا لِكُلِّ أُمَّةٍ أَنْ تَتَقَرَّبَ بِأَنْ تَذْبَحَ الذَّبَائِحَ لِلّٰهِ فَمَنْ قَالَ مَنْسِكٌ فَمَعْنَاهُ مَكَانُ نُسُكٍ مِثْلُ مَجْلِسٍ مَكَانُ جُلُوسٍ وَ مَنْ قَالَ مَنْسَكٌ فَمَعْنَاهُ الْمَصْدَرُ نَحْوُ النُّسُكِ وَالنُّسُوكِ وَغَيْرِهِ وَ الْمَنْسَكُ وَ الْمَنْسِكُ الْمَوْضِعُ الَّذِي تُذْبَحُ فِيهِ النُّسُكُ وَ قُرِئَ بِهِمَا فَقَوْلُهُ تَعَالٰى

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ....

.... وَالْمَنْسِكُ الْمَذْبَحُ وَقَدْ نَسَكَ يَنْسُكُ نَسْكًا

إِذَا ذَبَحَ ....!" (لسان العرب ص ۴۹۹)

"ابو اسحاق نے کہا کہ آیت کو یوں بھی پڑھا گیا: "لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسِكًا وَمَنْسَكًا" (یعنی منسک میں سین کی زبر اور زیر کے ساتھ) ــــ اُس نے کہا کہ "نَسَكَ" یہاں "نَحَرَ" (قربانی کرنا) کے معنی میں ہے۔ گویا یوں کہا کہ "ہم نے ہر اُمت کے لیے طے کر دیا ہے کہ وہ اللہ کے لیے ذبیحوں کو ذبح کرے"۔ پس جس نے "منسِک" (سین کے کسرہ کے ساتھ) کہا تو معنیٰ یہ ہوا کہ قربانی کی جگہ، جیسے مجلس، جلوس (بیٹھنے) کی جگہ۔ اور جس نے "منسَک" (سین پر فتحہ کے ساتھ) کہا تو اس کا معنیٰ مصدر کا معنیٰ ہوا (یعنی قربانی کرنا) جیسے "نسک" اور "نسوک"۔ اور "منسَک" اور "منسِک" (سین کی زبر اور زیر دونوں کے ساتھ) اس مقام کو بھی کہتے ہیں جس میں قربانی ذبح کی جائے۔ یعنی اللہ کا یہ فرمان یوں پڑھا گیا کہ "جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ"

.... اور "منسَک" اور "منسِک" (سین کی زیر اور زبر دونوں کے ساتھ) "مَذْبَحٌ" (ذبح کرنے کی جگہ) کو کہتے ہیں۔

"قَدْ نَسَكَ يَنْسُكُ نَسْكًا" کا معنیٰ یہ ہے کہ "اس نے ذبح کیا۔" (لسان العرب ج ۱۰ ص ۴۹۸)

۲۔ "نُسُكٌ" "النون والسين والكاف أصلٌ صحيحٌ يدلُّ على عبادةٍ وتقرُّبٍ إلى الله تعالى ورجلٌ ناسكٌ. والذبيحة التي تتقرَّبُ بها إلى الله نسيكةٌ والمنسكُ الموضعُ يذبحُ فيه النسائكُ ولا يكونُ ذلك إلا في القربانِ"

" نسک " نون، سین اور کاف اس کے حروفِ اصلیہ ہیں۔ یہ عبادت اور تقرب الی اللہ پر دلالت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتا ہے[1]۔ (اسی سے ہے: "رَجُلٌ نَاسِكٌ" (عبادت گزار مرد) اور وہ ذبیحہ جو "تقربًا الی اللہ" ذبح کیا جائے "نَسِيكَةٌ" کہلاتا ہے)۔ اور "مَنْسَكٌ" وہ جگہ ہے جس میں "نسائک" (قربانیاں) ذبح کی جائیں۔ اور یہ سب کچھ قربانی ہی میں ہوتا ہے۔"

(معجم مقاییس اللغۃ)

۳۔ "اَلنُّسْكُ بِالضَّمِّ وَبِضَمَّتَيْنِ الذَّبِيحَةُ اَوِ النُّسُكُ الدَّمُ وَالنَّسِيكَةُ الذَّبْحُ۔"

"اَلنُّسْكُ" (ایک ضمہ کے ساتھ) اور "اَلنُّسُكُ" (دو ضموں کے ساتھ) ذبیحہ کو کہتے ہیں اور "نُسُك" خون کو اور "نَسِيكَةٌ" ذبح کیے جانے والے جانور کو کہا جاتا ہے۔" (القاموس المحیط ص ۱۲۳۲)

۴۔ "نَسَكَ يَنْسُكُ نَسْكًا وَنِسْكًا وَنُسْكًا وَنُسُوكًا وَنَسْكَةً وَمَنْسَكًا ---- (نَسَكَ) لِلّٰهِ: تَطَوَّعَ بِقُرْبَةٍ وَذَبَحَ لِوَجْهِهٖ تَعَالٰى۔ اَلنُّسْكُ: مَا يُقَدَّمُ لِلّٰهِ تَعَبُّدًا وَزُهْدًا۔ اَلذَّبِيحَةُ۔ سَبَائِكُ الْفِضَّةِ۔ اَلدَّمُ، يُقَالُ مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَعَلَيْهِ نُسُكٌ اَیْ دَمٌ يُهْرِيقُهٗ ---- اَلنَّسِيكَةُ ---- اَلذَّبِيحَةُ۔ اَلْمَنْسَكُ ج مَنَاسِكُ: اَلْمَكَانُ الْمَأْلُوْفُ ــ وَالْمَنْسِكُ ج مَنَاسِكُ: شِرْعَةُ النُّسُكِ: مَوْضِعٌ تُذْبَحُ فِيْهِ النَّسِيكَةُ ---!"

"نَسَكَ (يَنْسُكُ کے مصادر ہیں) نَسْكًا، نِسْكًا، نُسْكًا، نُسُوكًا، نَسْكَةً اور مَنْسَكًا (ہیں) ..... "نَسَكَ لِلّٰهِ": اس نے اللہ کے قرب کی رغبت کی اور اس کی رضا کے لیے جانور ذبح کیا"....

"اَلنُّسْكُ": "جو کچھ عبادت اور زہد اختیار کرتے ہوئے اللہ کے

---

[1] غور فرمائیے کہ اہلِ لغت کے ہاں "نسک" کے مادہ کے بنیادی حروف (ن۔س۔ک) کس چیز پر دلالت کرتے ہیں؟ جبکہ پرویز صاحب فرماتے ہیں کہ ـــــ "اس مادہ (ن۔س۔ک) کے معنی "پاک اور صاف کرنا" ہیں۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضور پیش کیا گیا" "قربان کیا جانے والا جانور"

"چاندی کے ٹکڑے" "خون" (مثلاً) کہا جاتا ہے کہ جس نے یہ کام کیا اس پر نسک واجب ہے۔ یعنی خون (واجب ہے) جسے وہ بہائے گا۔"

"اَلنَّسِيكَةُ" ذبیحہ (کو کہتے ہیں)۔ "اَلْمَنْسَك" اس کی جمع "مناسك" ہے۔ (یعنی) "مانوس جگہ" "اَلْمَنْسِكُ" اس کی جمع "مناسك" ہے۔ (یعنی) رسم قربانی "وہ جگہ جہاں قربانیاں ذبح کی جائیں۔" (المنجد ص ۸۰۶)

۵۔ امام راغب اصفہانی رقمطراز ہیں:

"اَلنَّسِيكَةُ مُخْتَصَّةٌ بِالذَّبِيحَةِ: قَالَ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ"

"اَلنَّسِيكَةُ" ذبیحہ کے لیے خاص ہے (اور دلیل اس کی یہ قرآنی آیت ہے) فرمایا: "پھر فدیہ ہے روزوں میں سے یا صدقہ میں سے یا قربانیوں میں سے۔" (المفردات امام راغب)

۶۔ "نَسَكَ فُلَانٌ ـُ نُسْكًا وَ نَسْكَةً وَ مَنْسِكًا: تَزَهَّدَ وَ تَعَبَّدَ.

وَ ذَبَحَ ذَبِيحَةً تَقَرَّبَ بِهَا اِلَى اللهِ ....

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا وَ ــ مَوْضِعٌ تُذْبَحُ فِيْهِ النَّسِيكَةُ

--- اَلنُّسُكُ كُلُّ حَقٍّ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَ ــ اَلذَّبِيحَةُ ....

.... اَلنَّسِيكَةُ: سَبِيكَةُ الْفِضَّةِ الْخَالِصَةِ وَ ــ الذَّبِيحَةُ ج نُسُكٌ وَ نَسَائِكُ وَ فِي التَّنْزِيْلِ الْعَزِيْزِ: فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ۔!"

"نَسَكَ فُلَانٌ يَنْسُكُ (جملہ معترضہ) کے دو معنیٰ ہیں:

(۱) وہ زاہد اور عبادت گزار بنا (۲) اس نے تقرب ایزدی کے لیے جانور ذبح کیا۔ ... ہم نے ہر امت کے لیے منسک مقرر کیا یعنی ایسی جگہ مقرر کی جہاں قربانیاں ذبح کی جاتی ہیں .... اَلنُّسُكُ (کے دو معنیٰ ہیں) (۱) اللہ کے جملہ حقوق اور (۲) ذبیحہ ....

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَلنَّسِیکَۃُ : آلائش سے پاک خالص چاندی کی ٹکیہ اور ذبح کیا جانے والا جانور۔ اس کی جمع "نُسُکٌ" اور "نَسَائِکُ" ہے۔ اس معنیٰ میں قرآنِ مجید کی یہ آیت ہے : "فدیہ ہے روزوں میں سے، صدقہ میں سے یا قربانیوں میں سے!" (المعجم الوسیط)

۷۔ مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب لکھتے ہیں :

" نُسُكٌ : رسم، قربانی" اب دیکھو مناسک ـــــ لغات القرآن ج ۶ ص۵۰)

پھر لفظ "مَنَاسِکَنَا" کے تحت فرماتے ہیں :

مَنَاسِکَنَا : اسم ظرف جمع مضاف، مَنْسِکٌ واحد۔ نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ "ہمارے حج اور عبادت کے طریقے"۔

نُسُکٌ : عبادت پرستش۔ نَسَکٌ : مانوس جگہ، نیز نُسُك اور نُسْکٌ : قربانی۔ نَسِیکٌ : سونا چاندی، نَسِیکَۃٌ : قربانی۔" (لغات القرآن ج ۵ ص۴۵۲)

۸۔ صرف یہی نہیں بلکہ عام عربی اردو لغات بھی "نسک، بمعنی قربانی" کی وضاحت سے خالی نہیں ہیں :

"نَسَکَ لِلّٰہِ : نفلی عبادت کرنا، خدا کے نام پر ذبح کرنا۔

اَلنُّسُکُ وَالنُّسْکُ : نذر جو اللہ کے لیے پیش کی جائے، ذبیحہ۔

اَلنَّسِیکَۃُ : ذبیحہ، سونے چاندی وغیرہ کا ٹکڑا۔

اَلْمَنْسِكُ : قربانی کی رسم، قربانی کی جگہ، قربانی۔"

(مصباح اللغات ص۸۶۲)

۹۔ " نُسُکٌ : قربانی کے جانور، قربانی، خون۔

مَنْسِکٌ : قربانی کی جگہ، دین کا راستہ، عبادت کا طریقہ اور جگہ۔

جمع : مَنَاسِکُ " (بیان اللسان)

" نُسُك " بمعنی "قربانی" کے ان اقتباسات کو دیکھئے اور پھر داد دیجئے "منکرِ قرآن" صاحب کو، جنہوں نے تفسیر مطالب الفرقان (جلد سوم) میں اس لفظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی لغوی تحقیق پیش کرتے ہوئے کس قدر شدید التزام برتا ہے کہ "قربانی" کے معنوں میں یہ لفظ ان کی عبارت میں نہ آنے پائے۔ حالانکہ اس معنیٰ و مفہوم سے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ کتابِ لغت بھی خالی نہیں ہے۔ لفظ "نُسک" کے لغوی مفہوم سے "قربانی" اور "ذبیحہ" کو نکال باہر کرنے کے لیے "منکرِ قرآن" صاحب نے جو پاپڑ بیلے ہیں اس پر بھی ایک نظر ملاحظہ فرما لیجئے:

"قرآن کریم میں احکام حج کے ضمن میں آیا ہے فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ (۲/۲۰۰) جب تم حج کے واجبات سے فارغ ہو چکو ..... اس سے ذرا پہلے ہے ففدية من صيام او صدقة او نسك (۲/۱۹۶) ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ یہاں نُسُک سے مراد ذبیحے ہوں گے۔ ابن فارس نے بھی اس کے معنیٰ تقریب حاصل کرنے اور ذبیحہ کے لکھے ہیں۔ لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ اس کے معنیٰ ذبیحہ کے کیوں مختص کر لیے جائیں۔ اس سے مراد کوئی عمل خیر ہو سکتا ہے، جسے وہ اپنے اُوپر واجب قرار دے لے۔" (لغات القرآن ص ۱۶۱۵)

ان "منکرِ قرآن" صاحب کو یہ کون سمجھاتا کہ ــــــ "جس عمل کو کوئی شخص خود اپنے اوپر واجب قرار دے لے، لغت میں اسے "نُسُک" نہیں بلکہ "نَذْر" کہتے ہیں۔ چنانچہ "نذر" کا مفہوم خود انہوں نے یوں بیان کیا:

"نذر: نقصان سے بچنے کے لیے، جو کچھ اپنے اوپر واجب قرار دے لیا جائے، نیز کسی شرط پر کوئی وعدہ کرنا بھی نذر کے معنوں میں داخل ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے کہ میرا بچہ تندرست ہو گیا تو میں یوں کروں گا، تو یہ نذر کہلاتی ہے۔ راغب نے لکھا ہے کہ کسی معاملہ کے پیش آنے پر کسی ایسی چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینا جو واجب نہ ہو (نذر کہلاتا ہے ــــــ قاموس)۔" (لغات القرآن ص ۱۵۹۸)

لیکن زیرِ بحث آیت (البقرۃ: ۱۹۶) میں جس فدیہ کا ذکر ہے، اسے انسان نے اپنے اوپر خود واجب نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کیا ہے۔ اس لیے "نُسُک" کے معنی "کوئی سا عملِ خیر" کر ڈالنے کے لیے بھی (جو لغۃً، عرفاً، شرعاً ہر لحاظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے غلط ہے) پرویز صاحب کی بات بنتی نظر نہیں آتی۔

رہا پرویز صاحب کا یہ فرمان کہ ــــ "نسک کے معنی کو کیوں ذبیحہ کے لیے مخصوص کرلیا جائے اور کیوں نہ اس سے مراد "کوئی سا عمل خیر" لیا جائے"۔ تو یہ بوجوہ غلط ہے:

اوّلاً ــــ اس لیے کہ قرآن یہاں فدیہ کے طور پر "نُسُك" کے ساتھ دو مخصوص اعمال ــــ صیام اور صدقہ ــ کا ذکر کر رہا ہے۔ مطلق اعمالِ خیر میں سے صیام اور صدقہ کو خالص کر لینے کے بعد "نُسُك" کو اگر کوئی سے عملِ خیر" کے معنوں میں لیا جائے، تو یہ پہلے دونوں مخصوص اعمال کی خصوصیت کو باطل کر دینے کے مترادف ہوگا۔ اب اگر "صیام" سے مراد "مطلق کارِ خیر" اور "صدقہ" سے مراد "مطلق نیک عمل" نہیں ہے تو "نُسُك" سے بھی ہرگز "کوئی سا عملِ خیر" مراد نہیں لیا جاسکتا۔

ثانیاً ــــ اس لیے کہ "صیام" یہاں "صَامَ، یَصُوْمُ" کا مصدر نہیں ہے بلکہ "صَوْمٌ" کی جمع ہے۔ بالکل اسی طرح "نُسُكٌ" یہاں مصدر نہیں ہے بلکہ "نَسِیْكَةٌ" کی جمع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پرویز صاحب نے بھی اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسك (۲/۱۹۶)۔ اس کا فدیہ روزے یا صدقہ یا ذبیحے ہوں گے۔" (لغات القرآن ص۱۶۱۵)

اور اب جبکہ یہ بات طے ہوگئی کہ "نُسُكٌ" جمع ہے، تو اس کی واحد "نَسِیْكَةٌ" کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتی۔ اور "نَسِیْكَةٌ" کے متعلق علماءِ لغت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ خاص طور پر "ذبیحہ" یا "خون" ہی کو کہا جاتا ہے ــ لہٰذا عبادت کے دیگر طور طریقے اس کے مفہوم سے خارج ہیں۔

خود پرویز صاحب کی تحقیق بھی یہی ہے:

"راستہ اختیار کرلینے کی جہت سے کلام عرب میں منسک ہر اس مقام کو کہتے ہیں جس کی طرف آنے جانے کے لوگ عادی ہوں خواہ یہ خیر میں ہو یا شر میں، اس کے بعد امور و مراسم حج کو مناسک کہنے لگے، اور نُسُكٌ اور نَسِیْكَةٌ ذبیحہ کو یا خون کو۔" (لغات القرآن ص۱۶۱۴)

اب جبکہ لغوی تحقیق سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ "نسك" کا معنیٰ "قربانی"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے، تو سورۃ الانعام کی اس آیت کا ترجمہ قطعی واضح ہو جاتا ہے:

"قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ." (الانعام: ۱۶۳)

"آپ فرما دیجیئے، میری نماز اور میری قربانیاں، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔"

لیکن پرویز صاحب، "قربانی" کی شدید مخالفت میں مبتلا ہو کر لفظ "نُسُک" سے اس معنیٰ کو خارج کرنے پر تل گئے۔ اور اس آیت کا مفہوم یہ بیان کیا کہ:

"اے رسول! ان سے کہدو کہ میرے فرائض زندگی اور ان کے ادا کرنے کے طور طریقے مختصراً یہ کہ میری ساری زندگی حتیٰ کہ میری موت بھی خدا کے تجویز کردہ پروگرام کے لیے وقف ہے۔" (تفسیر مطالب الفرقان ج ۳ ص ۲۴۸)

تاہم یہ بات قارئینِ کرام کے لیے سخت موجبِ حیرت ہوگی کہ آیت کے جس ترجمے کی مخالفت میں پرویز صاحب بعد میں اس قدر سرگرم ہوئے، اس سے پہلے وہی ترجمہ وہ خود بھی پیش کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر وہ یہی آیت درج کر کے یوں رقمطراز ہیں:

"(اے پیغمبرِ اسلام!) تم کہدو، میری نماز، میری قربانیاں، میرا جینا، میرا مرنا، سب کچھ اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔" (معارف القرآن ج ۲ ص ۴۳۰)

لفظ "نُسُک" سے "قربانی" کا مفہوم خارج کر ڈالنے کا جنون پرویز صاحب پر اس قدر سوار ہوا کہ سورۃ الحج کی اس آیت جس میں "منسکاً" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یعنی:

"وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ." (الحج: ۳۴)

کا مفہوم یہ بیان فرمانے لگے کہ: "ہم نے ہر قوم کے لیے یہ طریق مقرر کر دیا تھا کہ وہ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا کریں۔" (مفہوم القرآن $\frac{۲۲}{۳۴}$)

حالانکہ پہلے وہ اسی آیت کا ترجمہ یوں لکھا کرتے تھے:

"ہم نے ہر قوم کے لیے قربانی (یا طریقِ عبادت و قربانی) کا ایک طور طریقہ ٹھہرایا تا کہ وہ ان چوپایوں پر، اللہ کا نام لے کر ذبح کریں، جو اس نے ان کو عطا فرمائے ہیں۔" (معارف القرآن)

الغرض سورۃ الانعام کی آیت ۱۶۳ کا وہ ترجمہ شک و شبہ سے بالاتر ہے جو نہ صرف علماءِ اُمت ہمیشہ سے بیان کرتے چلے آ رہے ہیں، بلکہ خود پرویز صاحب نے بھی اس کا یہی ترجمہ پیش کیا۔ پھر نہ جانے وہ اس کی تردید و مخالفت پر کیوں تل گئے۔ حتیٰ کہ اپنی تردید بھی خود ہی کر ڈالی؟ فیا للعجب!

(جاری ہے)

© rasailojaraid.com